﴿قسط سوم﴾

''پانی کی تقسیم اور آبپاشی کی منصوبہ بندی''
اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

لطیف الرحمٰن اسسٹنٹ پروفیسر اسلام آباد ماڈرن کالج

فصل دوم تجزیہ:۔

ذرائع آب اور ان سے حاصل شدہ پانی سے مختلف صوبوں میں سیرابی کی تفصیل کے بعد اس کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔
تو آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ ہر صوبے کی آبادی کتنی ہے؟ اس کا رقبہ کتنا ہے اور قابل کاشت رقبہ کتنا ہے؟
۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی کل آبادی ۸۳،۷۸۲،۰۰۰ ہے جس میں سے پنجاب اور اسلام آباد کی آبادی ۴۷،۴۵۱،۰۰۰ ہے صوبہ سندھ کی آبادی ۱۸،۹۶۶،۰۰۰ ہے۔
صوبہ سرحد اور قبائلی علاقہ جات کی آبادی ۱۳،۰۶۰،۰۰۰ ہے۔
جبکہ بلوچستان کی آبادی ۴،۳۰۵۰،۰۰ ہے (221)
اسی طرح پاکستان کی کل رقبہ ۷۹۶۰۹۶ مربع کلومیٹر ہے۔
پنجاب کا ۲۰۵۳۴۵ مربع کلومیٹر ہے۔
سندھ کا ۱۴۰۹۱۴ مربع کلومیٹر ہے۔
صوبہ سرحد کا ۵۴۵۲۱ مربع کلومیٹر ہے۔
بلوچستان کا ۳۴۷۱۹۰ مربع کلومیٹر ہے۔
قبائلی علاقہ جات کا ۲۲۲۰ے مربع کلومیٹر ہے۔
اور اسلام آباد کا رقبہ ۹۰۶ مربع کلومیٹر ہے۔
جبکہ پاکستان کا کل قابل کاشت رقبہ ۴۷۳۰۷ مربع میل ہے اس میں پنجاب کا ۹۲۸۲ے مربع میل سندھ کا ۵۴۴۰۷ مربع میل سرحد کا ۲۸۷۷۳ مربع میل بلوچستان کا ۱۳۴۰۵۰ مربع میل ہے قبائلی علاقہ جات کا ۱۰۵۱۰ مربع میل اور اسلام آباد کا ۳۵۰ مربع

میل ہے(222)

ان معلومات کے بعد پانی کی اس تقسیم اور مجوزہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر مختلف صوبوں کی جانب سے بعض خدشات سامنے آتے ہیں۔ان کو مختصراً یوں بیان کیا جاسکتا ہے صوبہ سرحد کی طرف سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اصول یہ ہے کہ جس طرف سے پانی آتا ہے وہاں کے لوگوں کا حق ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق پانی لے۔تو چونکہ دریائے سندھ پہلے صوبہ سرحد میں سے گزرتا ہے وہ تقریباً ۲۴ ملین ایکڑ فٹ پانی بھی دیتا ہے جبکہ اس کے باوجود اسے صرف ۸.۷۸ ملین ایکڑ فٹ دیا گیا ہے۔

صوبہ سندھ کی طرف سے جو اعتراض آیا ہے کہ پانی کی کمی اور صوبہ سرحد اور بلوچستان اپنا حصہ لینے کے قابل ہونے کی صورت میں سندھ کو بہت نقصان ہوگا۔اس کے علاوہ ابھی تک جو پانی کی کل مقدار آرہی ہے وہ ۱۰۰ سے ۱۰۴ ملین فی ایکڑ فٹ ہے لیکن معاہدہ میں ۱۱۴ ملین ایکڑ فٹ پانی تقسیم کیا گیا ہے یہ ۱۰ ملین ایکڑ فٹ کہاں سے آگیا؟اس کے علاوہ جنرل ضیاء الحق کے حکم کے مطابق کراچی کا حصہ مرکز سے براہ راست مقرر کیا گیا تھا جبکہ اس معاہدہ میں ۸.۷۸ ملین ایکڑ فٹ سندھ سے دیا گیا ہے۔صوبہ بلوچستان نے اعتراض کیا ہے کہ جو پانی اسے دیا گیا ہے اس کا ملنا بغیر سپلائی نظام کے ناممکن ہے لہٰذا پہلے پانی کی رسائی کا انتظام کیا جائے۔

اسی طرح کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے متعلق صوبہ سرحد والوں کا یہ مؤقف سامنے آیا ہے کہ اس کا کافی علاقہ زیر آب آجائے گا اور یہ ۱۹۶۰ء کے معاہدہ تقسیم پانی کے مطابق غیر منصفانہ۔ہے کیونکہ اس سے پنجاب کو زیادہ پانی ملے گا۔

صوبہ سندھ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس ڈیم کی تعمیر سے صوبہ سندھ صحرا میں بدل جائے گا اور بڑی آبادی کے شہروں کو پینے کا پانی بھی مہیا نہیں ہوسکے گا۔حتیٰ کہ وہاں کی اسمبلی نے تو اس کے خلاف قرارداد پاس کی۔اب آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے بیانات کیا ہیں؟۔

عوامی نیشنل پارٹی کے سابقہ ناظم عمومی اور پختونخواہ ملی عوامی پارٹی کے موجودہ رہنما ارباب ہمایون نے معاہدہ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ یہ بین الاقوامی قانون ہے کہ پانی جس طرف سے آرہا ہو۔اس علاقے کے لوگ اپنی ضرورت کے مطابق پانی لینے کے حق دار ہیں۔اور دریائے سندھ صوبہ سرحد پر سے گزرتا ہے ۶۷ فیصد پانی ملک کو دیتا ہے لیکن معاہدہ کی رو سے اسے ۸.۷۸ ملین ایکڑ فٹ ملتا ہے۔جبکہ پنجاب کو جو زیریں علاقے میں پڑا ہے ۵۵.۹۴ ملین ایکڑ پانی ملتا ہے اس کے علاوہ اس نے صوبائی وزیر اعلیٰ کے اس دعوے کو غلط قرار دیا کہ اس معاہدہ کے بعد سرحد کی مزید زمین سیراب ہونے کے قابل ہوجائیگی۔(223)

قومی انقلابی پارٹی کے رہنما محمد نعیم ایڈوکیٹ نے کہا کہ ۲۴ ملین ایکڑ فٹ پانی دینے والے صوبے کو ۸.۷۸ ملین ایکڑ فٹ پانی ملتا ہے لہٰذا سرحد کے لوگوں کو قابل قبول نہیں ہے مزید یہ کہ اس سے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا راستہ ہموار ہوجاتا ہے۔

فرنٹیئر پوسٹ کو جوابات دیتے ہوئے ماہرین کے ایک چینل نے کہا کہ ۱۹۴۵ء میں ہونے والے پنجاب سندھ معاہدہ کے مطابق سندھ کو ۴۸.۷۴ MAF ملنا تھا، جبکہ اس معاہدے میں اسے ۴۸.۷ MAF ملے گا۔جو کہ ۰۴. MAF ہے اور پنجاب سرحد

اور بلوچستان کو ۱۹۴۵ء کے معاہدے کے مطابق بالترتیب ۴۸، ۳، ۷، ۸، ۱۸اور ۲۲ ملین ایکڑ فٹ پانی ملنا تھا لیکن اس معاہدے میں ۹، ۵۵، ۵، ۷، ۸، ۱۸اور ۸، ۳ملین ایکڑ فٹ پانی دیا گیا ہے۔انہوں نے مزید یہ کہا کہ بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ فارمولہ یہ ہے کہ کل پانی کی مقدار معلوم کرنے کے لیے متواتر دو سالوں کے دوران کم از کم موجودہ پانی کو دیکھا جاتا ہے جو کہ ۱۹۷۰ء ۱۹۷۱ء ۱۰۵-۱۰۷ MAF ہے اور اس بنیاد پر کل پانی ۱۰۶ MAF تقسیم ہونا چاہیے تھا جبکہ یہاں ۱۱۴ MAF کے مطابق تقسیم ہوا ہے۔ اور اس کے علاوہ جنرل ضیاء کے حکم کے برعکس کراچی کو ۰.۸۷ MAF مرکز سے نہیں بلکہ سندھ سے دیا گیا ہے(224)

P.N.P کے رہنما عبدالحفیظ پیرزادہ نے پانی کی تقسیم کا معاہدہ غیر آئینی اور غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ چاروں صوبوں کی حکومتوں کے درمیان پانی کی تقسیم نہیں ہے بلکہ چار قوموں کے درمیان ہے لہٰذا چاروں صوبائی وزراء اعلیٰ کو C.C.I میں جانے سے پہلے اس مسئلے پر صوبائی اسمبلیوں میں بحث کرنی چاہیے تھی یا اب تصدیق کے لیے اسمبلیوں میں بحث کے لیے پیش کرنا چاہیے۔اس نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۴۵ء کے سندھ پنجاب معاہدہ اور دوسری کمیشنوں اور کمیٹیوں کی رپورٹوں کے مطابق کل پانی ۱۰۰ سے ۱۰۴ MAF آتا رہا ہے جبکہ اس معاہدہ میں ۱۱۴ ملین ایکڑ فٹ کہاں سے آ گیا۔اور اس کا جواب معاہدہ پانی پر ہونے والی سیمینار میں سیکرٹری آبپاشی صوبہ سندھ بھی نہیں دے سکا(225)

جئے سندھ تحریک کے سربراہ جی ایم سید نے کہا کہ ایک غیر جانبدار اور آزاد کمیٹی مقرر کر کے اس تقسیم کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ یہ معاہدہ کیسے ۱۹۴۵ء کے سندھ پنجاب معاہدہ کے مطابق ہے؟(226)

اس وقت کے حزب اختلاف کی رہنما محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ یہ معاہدہ فیڈریشن کے خلاف ہے اور صوبوں کے درمیان غلط فہمیوں پیدا کرے گا۔انہوں نے کہا کہ ابھی پانی کے متعلق پاک بھارت اور بنگلا دیش کے درمیان تنازعہ موجود ہے اور وہ حکومت میں آ کر اس معاہدہ کو تبدیل کرائے گی۔(227)

بلوچستان کے سینیٹر منظور احمد گچکی نے کہا کہ یہ پنجاب کا ڈرامہ ہے کیونکہ بغیر کسی رسائی کے انتظام کے بلوچستان کو اس کا دیا ہوا حصہ کیسے مہیا ہو گا۔لہٰذا پہلے پانی دینے کے لیے سپلائی نظام بنایا جائے .

پنجاب کے سابق وزیر خزانہ شاہ محمود قریشی نے کہا کہ اس معاہدہ سے پنجاب کو سب سے بڑا فائدہ پہنچا ہے انہوں نے اس پنجاب کی ایک بڑی کامیابی قرار دیتے ہوئے کہا کہا اس سے پنجاب کو ۵۵.۹۴ MAF پانی حاصل ہوگا جبکہ سندھ کو ۴۸.۷۶ سرحد کو ۵.۷۸اور بلوچستان کو ۴.۸۷ MAF ملے گا۔(228)

ان اعتراضات کے جوابات میں حکومتی عہدیداروں نے یوں جوابات دیے ہیں۔

صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اس تقسیم سے صوبہ سرحد کو آبی وسائل پر مکمل کنٹرول حاصل ہو جائے گا اور وہ منصوبے شروع کر سکیں گے جو گزشتہ کئی برسوں سے التواء میں پڑے تھے ان منصوبوں پر عمل نہ کرنے سے سرحد کو ہر سال کی ۴۵۰ کروڑ روپے کا نقصان

ہو رہا تھا اور ان میں سے صرف ایک منصوبہ چشمہ رائٹ بینک کینال کی ایک سال کی زرعی آمدن ۷۶۰ کروڑ ہے اس نے مزید کہا کہ اس تقسیم سے سرحد کا ۹ لاکھ چھ ہزار ایکڑ نیا رقبہ سیراب ہوگا اور اس طرح سرحد کے سیراب ہونے والے رقبے میں ۵۰ فیصد اضافہ ہو جائیگا۔(229)

سندھ کے وزیراعلیٰ نے کہا کہ اس معاہدہ سے سندھ کو ۴۸.۷۶ MAF پانی ملے گا جبکہ اس وقت وہ ۴۴.۳۴ MAF پانی حاصل کر رہا ہے۔جس سے ۴.۵ MAF پانی زیادہ ہو جائیگا۔اور ۱۵۰،۰۰۰ ایکڑ مزید زمین کی سیرابی کے لیے نہریں مہیا ہو جائیں گی۔چار لاکھ چھیاسٹھ ہزار (۴،۶۶،۰۰۰) خاندان بحال ہو جائیں گے اور ۱۰۰۰،۰۰۰ لوگوں کو روزگار مل جائے گا۔اس نے مزید کہا کہ اس معاہدہ سندھ ۱۹۴۵ء سے ۴ MAF زیادہ پانی ملے گا جبکہ فضل اکبر اور حلیم رپورٹ میں سفارشات سے ۶ MAF زیادہ پانی ملے گا۔(230)

وفاقی وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے کہا کہ پانی کے اس معاہدے سے کالا باغ ڈیم بنانے کا راستہ ہموار ہوگا اور کوئی صوبہ نقصان میں نہیں ہوگا کیونکہ اس سے ۱۲ ملین ایکڑ فٹ پانی اضافی دستیاب ہوگا۔اس کے علاوہ ۷ سے ۸ MAF آبپاشی اور بجلی کے لیے ذخیرہ ہوسکتا ہے۔(231)

انہوں نے مزید کہا کہ موجودہ دستیاب پانی غیر مفید اور غیر موثر طریقے سے استعمال ہو رہا ہے۔۱۹۷۰ء میں تربیلا ڈیم کی تعمیر سے پہلے ۹۷.۵۷ MAF پانی استعمال ہو رہا تھا اس کے بعد ماہرین نے ۱۰۴.۴۴ MAF پانی کے استعمال کی سفارش کی اور ۱۱۷.۸۱ MAF کے استعمال کے لیے منصوبہ بندی کی۔لیکن پانی کی تقسیم کا مسئلہ حل نہ ہونے کی وجہ سے مزید منصوبوں پر عمل درآمد نہ ہو سکا اور موجودہ نظام آبپاشی میں پانی کا استعمال ۱۱۷.۸۱ تک لے جانے کی بجائے ۹۷.۵۱ MAF تک رہا اور یہ اندازہ لگایا گیا کہ اس سے ۲۰ بلین روپے براہ راست اور ۲۵ بلین روپے بالواسطہ قومی نقصان ہوا اور منصوبہ بندی کے مطابق ہائیڈرو پاور کے منصوبے نہ لگانے سے ۷۵۰ ملین امریکی ڈالر غیر ملکی کرنسی ایندھن پر خرچ ہوئے مزید برآں اس معاہدے سے زیادہ زمین زیر آبپاشی آنے کی بدولت ایک ملین لوگ براہ راست با روزگار ہو جائیں گے اور ایک ملین کو بلواسطہ روزگار مل جائیگا۔(232)

اب آیئے کالا باغ ڈیم پر اعتراضات اور جوابات کی طرف،اس کے متعلق صوبہ سرحد سے ولی خان شیر پاؤ اور سندھ کے رسول بخش پلیجو نے کہا کہ اس کی تعمیر سے صوبہ سرحد کی زرخیز زمین زیر آب آجائے گی اور سندھ کے لیے پانی نہیں بچے گا جس کی وجہ سے وہاں کی زمین غیر آباد ہو جائیگی۔(233)

مہتاب خان یوسف زئی نے اس کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ جب تک اس کی اونچائی ۲۵ فٹ کم نہ کی جائے اس وقت تک نوشہرہ کو پانی میں ڈوبنے سے نہیں بچایا جا سکتا۔اس کے علاوہ ۱۹۶۰ء کے دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کے معاہدے کے مطابق اس ڈیم کی تعمیر غیر منصفانہ ہے کیونکہ اس سے پنجاب کو اپنے حصے سے زیادہ پانی ملیگا۔انہوں نے اس کی جگہ بھاشا ڈیم کی تعمیر پر زور دیا

کیونکہ اس میں کسی کو نقصان نہ ہونے کے علاوہ تربیلا ڈیم کی عمر میں اضافہ کا باعث بنے گا۔ کیونکہ بھاشا ڈیم کی تعمیر سے وہاں پر صاف پانی آئے گا۔(234)

سندھ کے مقامی اخبارات میں کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی شدید مخالفت ہوئی ہے جس میں یہ کہا گیا کہ سندھ اور سرحد کے لوگوں نے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کو رد کر دیا ہے اور اسکی تعمیر پر پنجاب کا اصرار کا یہ مطلب ہے کہ وہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کو پاکستان کی سالمیت سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی سے سبق نہیں سیکھا گیا۔ مزید یہ کہا گیا کہ وہ اپنی تباہی کی قیمت پر پنجاب کی دوستی پر دشمنی کو ترجیح دیں گے (235)

سندھ کے وزیر برائے لوکل گورنمنٹ نادر علی مگسی نے کہا کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی اجازت قطعاً نہیں دی جاسکتی اس سے نہ صرف صوبہ سندھ صحرا میں بدل جائیگا۔ بلکہ بڑی آبادی کے شہروں کو پینے کا پانی نہیں مل سکے گا۔ لہذا بڑے بھائی (پنجاب) کی ذمہ داری ہے کہ وہ سندھ کو معاشی قتل سے بچائے جس سے نفرت پیدا ہو کر قومی اتحاد کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے (236)

سندھ نیشنل فرنٹ کے رہنما ممتاز علی بھٹو نے ڈیم کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اس پر تمام صوبوں کا اتفاق رائے ضروری ہے۔(337)

سندھ کے وزیر آبپاشی مسٹر ظفر لغاری نے کہا کہ کوئٹہ کے اجلاس میں پیپلز پارٹی نے کالاباغ ڈیم کی مخالفت کرتے ہوئے ایک قرارداد منظور کی اس کے علاوہ وزیر پانی و بجلی غلام مصطفیٰ کھر کے بیان کے متعلق انہوں نے کہا کہ کالاباغ ڈیم کی ضرورت پر زور اس کی اپنی رائے ہو سکتی ہے۔(238)

جئے سندھ محاذ نے اس سلسلے میں ۱۰ جون ۱۹۹۴ء کو سندھ یکجہتی کانفرنس منعقد کرائی۔(۲۶۹)

پنجاب کے وزیر اعلیٰ منظور احمد وٹو نے کالاباغ ڈیم کی تعمیر توانائی کی شدید ضرورت کے پیش نظر ضروری سمجھتے ہوئے ریفرنڈم کی تجویز سے متفق ہوئے۔(239)

ان اعتراضات کے جوابات وفاقی وزیر پانی و بجلی غلام مصطفیٰ کھر اور چیئرمین واپڈا شمس الملک نے مندرجہ ذیل بیان میں دیئے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ بجلی اور آبپاشی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کالاباغ ڈیم کی تعمیر بہت ضروری ہے۔ جس کے بغیر قوم کو بہت صنعتی اور زرعی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ چاروں صوبوں کے مفاد میں ہے اور اس پر اتفاق رائے ضروری ہے۔ پانی کے استعمال کے بارے میں کہا کہ سندھ کے ۱۴۵ ملین ایکڑ فٹ میں ۔سے ۱۰۰ ملین ایکڑ فٹ پانی استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ باقی پانی ضائع ہوتا ہے جس کے لیے ہم نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ کالاباغ ڈیم پنجاب اور بھاشا ڈیم، منڈا ڈیم دریائے سندھ کے بالائی پانی پر صوبہ سرحد میں تعمیر کیے جائیں۔ اس نئے منصوبے سے سرحد کی ۰.۸ ملین ایکڑ پنجاب کی ۵ ملین ایکڑ، سندھ کی ۷ ملین ایکڑ اور بلوچستان کی ۱۳۰،۰۰۰

ایکڑ زمین کی سیراب ہوگی۔(240)

حاصل بحث:۔

اس بحث میں پاکستان میں موجود دریاؤں کا جائزہ لیا گیا کہ وہ کہاں سے نکلتے ہیں کونسے علاقوں پر سے گزرتے ہیں ان پر کہاں کہاں ڈیم (بند) بنائے گئے ہیں۔کونسی جگہوں پر نہریں نکالی گئی ہیں اور ان میں کتنی گنجائش ہے۔پھر مارچ ۱۹۹۱ء میں ہونے والا پانی کی تقسیم کا معاہدہ بیان کیا گیا ہے اور اس پر مختلف صوبوں کی طرف سے اعتراضات اور اس کے حق میں بیانات ذکر کیے گئے ہیں اب ان تمام حقائق کی روشنی میں کچھ تجاویز دی جاتی ہیں۔

پاکستان میں پانی کی تقسیم کے متعلق تجاویز دینے سے پہلے وہ اصول بیان کیے جاتے ہیں جو گزشتہ بحث میں ثابت ہو چکے ہیں۔

(۱) بنیادی طور پر تمام کائنات کی ملکیت اللہ کی ہے لیکن انسان کو دنیا مین خلیفہ بنا کر کچھ قیود کے تحت اسے ملکیت کا حق دیا گیا ہے۔

(۲) محنت، خرید وفروخت، ھدیہ، صدقات وزکوۃ، میراث شکار اور حیازہ وغیرہ سے انسان کسی چیز کا مالک بن سکتا ہے۔

(۳) عام ملکیت کا کوئی انسان یا حاکم مالک نہیں بن سکتا ہے بلکہ وہ تمام انسانوں کے لیے وقف ہوتی ہے۔جس میں سمندری ،دریائی، عام راستے، چراگاہیں اور جنگلات شامل ہیں۔

(۴) ملکی (قومی) ملکیت میں حکومت مصلحت کو دیکھتے ہوئے اس میں تصرف کر سکتی ہے۔

(۵) پانی مال مشترکہ ہے لیکن اسے ذاتی ملکیت میں بدلنے کے لیے کچھ طریقے دیئے گئے ہیں مثلاً محنت، رقم خرچ کرنا، قبضہ، حرز اور احیاء وغیرہ۔

(۶) ذاتی پانی میں تصرف کے لیے بھی اسلام میں قواعد وضوابط ہیں وہ یہ کہ مشترکہ پانی کو ذاتی بنانے سے عام لوگوں کو نقصان نہ ہو، حالت اضطرار میں دوسرے لوگوں کو کسی کے ذاتی پانی سے انتفاع کا حق حاصل ہے اور جاری پانی کا ضرورت سے زائد روکنا جائز نہیں ہے۔

(۷) مال مشترکہ کا صحیح طرح سے استعمال نہ ہونے، کسی ایک شخص یا جماعت کی اجارہ داری قائم رہنے اور جھگڑے ونزاع کی صورت میں حکومت مداخلت کر کے اسے اپنی تحویل میں لینے کی مجاز ہے اور اسے چاہئے کہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے لوگوں میں تقسیم کرے۔

(۸) مشترکہ پانی جس طرف سے بہتا ہو پہلے وہاں کے لوگوں کا حق ہے کہ وہ اپنی ضروریات کے مطابق پانی لے اور باقی نیچے والوں لوگوں کے لئے چھوڑ دین مزید وہ لوگ زیادہ حق دار ہیں جنھوں نے پہلے اس پانی کو استعمال کر کے آبادکاری کی ہو۔

(۹) اگر لوگ انفرادی طور پر یا نجی طور پر آبپاشی کا انتظام نہیں کر سکتے تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ مناسب اقدامات کرتے ہوئے آبپاشی کی ضروریات پوری کرے۔

(۱۰) دن رات اور گھنٹوں کے حساب سے آبپاشی کے لئے باری مقرر کرنا اسلام میں جائز ہے۔

(۱۱) عام دریاؤں اور نہروں سے ہر شخص کو اپنی زمین سیراب کرنے کے لیے نہر اور نالہ لے جانے کا حق ہے۔

(۱۲) ذاتی نہروں، کنوؤں، تالابوں اور چشموں سے دوسرے شخص کو سیرابی مالک کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے لیکن مالک جانوروں اور انسانوں کو پینے سے نہیں روک سکتا۔

(۱۳) برتن کے پانی سے عام حالت میں کسی کو سیرابی، خود پینے یا جانوروں پلانے کا حق نہیں ہے لیکن اشد ضرورت اور مجبوری کی حالت میں خود پینے یا جانوروں کو پلانے کا حق ہے۔

(۱۴) حق آبپاشی کی فروخت، اجارہ، ھبہ اور صدقہ انفرادی (زمین سے علیحدہ) طور پر جائز نہیں کیونکہ وہ حقوق ہیں اور حقوق کی تملیک نہیں ہو سکتی البتہ وصیت پر موصی کی وفات کے بعد اس کے ایک تہائی حصے پر عمل کیا جائے گا اس کے علاوہ حق آبپاشی مالک کے وفات کے بعد قابل میراث ہے۔

(۱۵) کسی شخص کو اپنی زمین میں پہلے سے جاری نہر روکنا جائز نہیں البتہ نہر گزارنے کے متعلق دو آراء ہیں ایک رائے کے مطابق اس کی اجازت کے بغیر نہر گزارنا جائز نہیں اور دوسری رائے کے مطابق زمین کے مالک کو مجبور کیا جائے گا وہ نہر گزارنے دیں۔

(۱۶) حکومت کو ملکی ضروریات پوری کرنے کے لیے ڈیم بنانا اور اس سے دوسرے علاقوں میں پہنچانے کے لئے نہریں نکالنا جائز ہے لیکن نزدیک کے لوگوں کی ضرورت کو مقدم سمجھا جائیگا۔

فصل نمبر ۳

تجاویز:۔

ان اصولوں کی روشنی میں عام حالات میں عام ملکیت ہونے کی وجہ سے حکومت پاکستان پانی میں تصرف نہیں کر سکتی ہے۔ لیکن نزاع و جھگڑے اور ناانصافی کے احتمال کی صورت میں حکومت مداخلت کر سکتی ہے تاکہ فساد اور ناانصافی کو ختم کر کے پانی کی صحیح تقسیم کو یقینی بنائے یا اجتماعی فائدے کے لیے کوئی منصوبہ بنا سکتی ہے لیکن ایسے اجتماعی فائدے کا کسی صوبے کے نقصان کے ساتھ موازنہ کیا جائے کہ آیا اجتماعی فائدہ زیادہ ہے یا نقصان۔

اگر اجتماعی فائدہ زیادہ ہے تو وہ منصوبہ تکمیل کو پہنچایا جائیگا۔ کیونکہ فقہی قاعدہ ہے "یتحمل الضرر الخاص لدفع

الضرر العام."(241)

ترجمہ:۔تمام نقصان کو ہٹانے کے لیے ذاتی نقصان برداشت کیا جاتا ہے"۔

اور اگر نقصان زیادہ ہو اور اجتماعی فائدہ کم تو اسے ترک کردیا جائے گا۔

لہذا عام حالات میں جس طرف سے پانی آتا ہے انہی صوبوں کے لوگوں کا حق ہے کہ اس سے وہ اپنی ضروریات پوری کریں اور فالتو پانی دوسرے صوبوں کے لیے چھوڑ دیں۔لہذا دریائے سندھ چونکہ پہلے صوبہ سرحد پر سے گزرتا ہے اس لئے وہاں کے لوگوں کو اتنا پانی ملنا چاہئے کہ ان کی ضروریات پوری ہوسکیں اور فالتو پانی اگلے صوبے کے لیے چھوڑنا چاہیے۔

جبکہ موجودہ تقسیم میں انہیں ۸.۷ ملین ایکڑ فٹ پانی ملتا ہے اور ۳.۰۰MAF مل رہا ہے جس سے وہاں کے لوگوں کے مطابق ان کی ضروریات پوری نہیں ہوتی ہیں اور بہت زیادہ زمین پانی کی عدم دستیابی کیوجہ سے غیر آباد پڑی ہے یا بارش پر انحصر ہے لہذا یہ ماہرین ہی معلوم کرسکتے ہیں کہ ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کتنا پانی چاہیے؟ دریائے سندھ، جہلم اور چناب پنجاب میں جا کر دوسرے نمبر پر ان کے پانی پر پنجاب کا حق بنتا ہے اور اس صوبے کے لوگوں کو جتنی ضرورت اسے انہیں ملنا چاہیے اور فالتو پانی اگلے صوبے یعنی سندھ اور بلوچستان کو چھوڑنا چاہیے اور موجودہ تقسیم میں اس صوبے کو ۵۵.۹۴ ملین ایکڑ فٹ پانی ملتا ہے لہذا ماہرین ضروریات معلوم کر کے پانی کی مقدار متعین کرسکتے ہیں۔اس کے بعد صوبہ سندھ اور پھر بلوچستان کو باقی ماندہ پانی اس اصول کے تحت ملنا چاہیے۔

اس صورت میں کالاباغ ڈیم کی تعمیر بھی درست نہیں ہے اور اس سے نچلے صوبوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔کیونکہ اسلام میں ضرورت سے زائد پانی روکنا جائز نہیں جبکہ ڈیم کی تعمیر سے وہ مستقبل کے لیے پانی ذخیرہ کرنے کا بندوبست کرتے ہیں جس سے نچلے صوبوں کو حال میں پانی نہیں ملے گا۔جہاں تک توانائی کی کمی پوری کرنے کا تعلق ہے تو اسلام میں پانی کو عام ملکیت توانائی کے لیے نہیں قرار دیا گیا ہے بلکہ آبپاشی کے لیے۔اگرچہ توانائی بھی مصلحت عامہ ہے لیکن ضرورت عامہ نہیں جبکہ پانی ضرورت عامہ ہے جس پر انسان وحیوان کی زندگی کا دارومدار ہے۔جیسا کہ پہلے باب میں بیان کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ توانائی پوری کرنے کے لیے متبادل انتظام ہوسکتا ہے مثلاً شمسی توانائی، ایٹمی توانائی وغیرہ جبکہ پانی کا متبادل نہیں ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر حکومت پورے ملک کو ایک اکائی سمجھتی ہے اور اس کے خیال میں صوبوں کے اپنے مرضی کے استعمال سے ایک دوسرے کی حق تلفی ہوتی ہے یا بعض صوبوں کے لیے محروم ہونے کا احتمال ہوتا ہے جس سے احساس محرومی بڑھتے ہوئے نزاع وجھگڑے کا اندیشہ اور پاکستان کی سالمیت کو خطرہ ہوتا ہے۔تو اسے چاہیے کہ پانی اپنی تحویل میں لے کر اس کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے اصول بنائے۔وہ ایسا کہ ہر صوبے کی قابل کاشت زمین کو معیار بنائے اور اس نسبت سے ہر صوبے کو پانی دے کیونکہ مشترکہ پانی میں حصے معلوم نہ ہونے کی صورت میں زمین کی مقدار کے مطابق تقسیم ہوتی ہے لہذا انصاف قائم کرے گی اور ظلم نہیں ہونے

دیگی۔لیکن موجودہ تقسیم میں یہ نسبت قائم نہیں ہوتی ہے کیونکہ اگر ۱۹۸۱ء کے اعدادوشمار کے مطابق قابل کاشت رقبے کے لحاظ سے پانی تقسیم ہوجائے اور کل دستیاب پانی واقعی طور پر ۱۱۴ملین ایکڑ فٹ ہو تو کل دستیاب پانی x صوبے کا قابل کاشت رقبہ x پاکستان کا کل قابل/پاکستان کا کل قابل کاشت رقبہ کے فارمولے کے مطابق

پنجاب کو ۱۱۴x۱۹۲۸۴\۳۰۷۳۷۴=۴۱.۲۹ملین ایکڑ فٹ پانی ملنا چاہیے۔

سندھ کو ۱۱۴x۵۴۴۰۷\۳۰۷۳۷۴=۲۰.۱۷ملین ایکڑ فٹ پانی ملنا چاہیے۔

صوبہ سرحد کو ۱۱۴x۲۸۷۷۳\۳۰۷۳۷۴=۱۰.۶۷ملین ایکڑ فٹ

صوبہ بلوچستان کو ۱۱۴x۱۳۴۰۵۰\۳۰۷۳۷۴=۴۹.۷۱ملین ایکڑ فٹ

قبائلی علاقہ جات کو ۱۱۴x۱۵۱۰ \ ۳۰۷۳۷۴=۳.۸۹ملین ایکڑ فٹ

اور اسلام آباد کو ۱۱۴x۳۵۰\۳۰۷۳۷۴=۰.۱۲ ملین ایکڑ فٹ

پانی ملنا چاہئے۔اس صورت میں اگر حکومت پاکستان کالاباغ ڈیم کی تعمیر اجتماعی فائدے کے لیے ضروری سمجھتی ہے۔تو اس کی تعمیر تب ہونی چاہیے کہ ان صوبوں کے حصے متاثر نہ ہوں اور اس کے لیے غیر جانبدار ماہرین سے نقصان کا اندازہ کروایا جائے کہ وہ کسی صوبے کے نقصان اور اجتماعی فائدے کا موازنہ کریں اگر فائدہ زیادہ ہو اور نقصان کم تو فائدے کو دیکھتے ہوئے نقصان کو برداشت کیا جائے گا۔اور اگر نقصان زیادہ ہو رہا ہو تو اس منصوبے کو ترک کرکے متبادل انتظام کیا جائے۔

آبپاشی کے متعلق مضمون کی تمام اقساط کی حواشی اور حوالہ جات :۔

۱) The Frontier Post,Peshwar.23-3-91

۲) ----------------------do--------------------

۳) The Frontier Post,Peshwar.23-3-91

۴) ------------------------do--------------------

۵) النساء:۱۲۶

۶) الانعام:۱۲

۷) الانعام:۱۰۲

۸) ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانوی القرآن الحکیم ترجمہ وتفسیر بیان القرآن (اختصار شدہ) تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور کراچی ۱۹۷۴م

۹)البقرہ:۳۰

۱۰)الجاثیہ:۱۳

۱۱)الحدید:۷

۱۲)رفیق یونس مصری،اصول الاقتصادالاسلامی طبع ر(دارالقلم للطباعۃ والنشر والتوزیع،دمشق ۱۴۰۹)،ص:۴۱

۱۳)التغابن:۱۵

۱۴)الذاریات:۱۹

۱۵)المزمل:۲۰

۱۶)البقرۃ:۲۶۱

۱۷)النساء:۱۱۔۱۲

۱۸)النجم:۳۹

۱۹)دکتور رفیق یونس المصری،اصول الاقتصادالاسلامی،ص ر۴۱۔۴۲

۲۰)المائدہ:۳۸

۲۱)البقرۃ:۱۸۸

۲۲)المائدہ:۳۳

۲۳)النساء:۳۲

۲۴)مالک بن انس،الموطا،ج ر۲،کتاب الاقضیۃ،ص ر۷۴۴

۲۵)قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم،کتاب الخراج طبع ر۶المطبعۃ السلفیۃ ۱۳۹۷ھ)ص ر۵۹۶۔۸۹۷۔

۲۶)البقرۃ:۲۷۵

۲۷)سلیم رستم باز اللبنانی شرح المجلۃ (المطبعۃ الادبیۃ بیروت،۱۹۲۳م)

۲۸)امام مالک بن انس،الموطا،ج ر۲،کتاب حسن الخلق،ص ر۹۰۸۔

۲۹)التوبۃ:۶۰

۳۰)مولانا مفتی محمد شفیع صاحب،معارف القرآن طبع جدید(ادارۃ المعارف،کراچی)ج ر۴،ص ر۴۰۹/۴۹۶۔

۳۱) مولانا اشرف علی تھانوی، القرآن الحکیم ترجمہ وتفسیر بیان القرآن (اختصار شدہ) (تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، کراچی، ۱۹۷۴ء) ۱۷۷

۳۲)النساء:۷

۳۳)احمد ابراہیم بک، کتاب المعاملات الشرعیہا لمالتیہ(ارادۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی پاکستان)

۳۴)سلیم رستم باز اللبنانی، شرح المجلۃ الاحکام العدلتیہ، ص/۶۷۹_۶۸۰۔

۳۵)دکتور رفیق یونس المصری، اصول الاقتصاد الاسلامی، ص/۴۶

۳۶)دکتور رفیق یونس المصری الاسلامی، ص/۴۱

۳۷)ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، ۲۰۷_۲۷۵ھ، سنن ابن ماجہ، ج/۲، کتاب الرھون، ص/۸۶۲

۳۸) ظفر احمد عثمانی التھانوی ۱۳۱۰_۱۳۹۴ھ اعلا السنن (ادارۃ القرآن الاسلامیۃ/۳۷۷ جی۔ ای کراچی نمبر ۵) ج/۱۴، ص/۱۶۵

۳۹)شمس الدین السرخسی، کتاب المبسوط، طبع/۳ (دار المعرفۃ والنشر، بیروت، لبنان)، ج/۲۳، ص/۱۶۴

۴۰)امام مالک بن انس، الموطاء، ج/۲، کتاب الاقضیۃ، ص/۷۴۵۔

۴۱)دکتور رفیق یونس المصری، اصول الاقتصاد الاسلامی، ص/۴۶

۴۲)الانبیاء:۳۰

۴۳) Territorial Waters And Maritime Zones Act.P/1

۴۴)رفیق یونس المصری، اصول الاقتصاد الاسلامی، ص/۴۸

۴۵)رفیق یونس المصری، اصول الاقتصاد الاسلامی، ص/۱۶۸_۱۶۹

۴۶)المائدہ:۳

۴۷)البقرۃ:۲۷۵

۴۸)البقرۃ:۲۷۸_۲۷۹

۴۹)المائدہ:۹۰

۵۰)البقرۃ:۱۸۸

۵۱)النساء:۵۸

۵۲)المائدہ:۳۸

۵۳)احمد رضا خان بریلوی، احکام شریعت (مکمل) (نزیر پبلشرز اینڈ سنز لاہور) حصہ اول، ص/۷۵

۵۴)التوبہ:۳۴

۵۵) ڈ/اسماعیل البدری، دعائم الحکم فی الشریعة الاسلامیة والنظم الدستوریة العاصرة طبع ۱/(دارالفکر العربی بیروت ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰م) ص/۳۲۲_۳۲۳

۵۶) ابوعبید: القاسم بن سلام، کتاب الاموال، طبع ۲/(دارالفکر العربی للطباعة قاہرہ بیروت، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م، ص/۳۶۸

۵۷) الاسراء:۲۹

۵۸) الاسراء:۲۶_۲۹

۵۹) امام احمد بن حنبلؒ، مسند احمد بن حنبلؒ بھامشہ منتخب کنزل العمال (دارالفکر بیروت لبنان) ج/۶، ص/۳۵۱_من روایة ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ۔

۶۰) البقرۃ:۴۳،۸۳،۱۱۰

۶۱) الذاریات

۶۲) ڈ/اسماعیل البدری، دعائم الحکم فی الشریعة الاسلامیة والنظم الدستوریة العاصرة ص/۳۲۶

۶۳) احمد ابراہیم بک، کتاب المعاملات الشرعیہ، ص/۳۶۶

۶۴) ڈ/اسماعیل البدری، دعائم الحکم فی الشریعة الاسلامیة والنظم الدستوریة العاصرة ص/۳۲۸

۶۵) الواقعہ:۶۸_۶۹

۶۶) سنن ابن ماجہ، ج/۲، کتاب الرھون، ص/۸۲۶ (ص/۱۵_مقالہ ھذا)

۶۷) شمس الدین السرخسی، المبسوط، ج/۲۳، ص/۱۶۴

۶۸) ابوعبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامة متوفی ۶۲۰ھ، المغنی (مکتبہ الجمھوریة العربیة لصاجہا عبدالفتاح عبدالحمید الازھر) ج/۵، ص/۵۸۶

۶۹) شمس الدین محمد بن ر/العباس احمد بن حمزہ بن شہاب الدین الرملی المصری الانصاری الشہیر بالشافعی الصغیر المتوفی ۱۰۰۴ھ، نھایة المحتاج فی الفقہ علی مذھب الامام الشافعیؒ۔ (المکتبہ الاسلامیة لصاحبہا ریاض الشیخ) ج/۵، ص/۳۴۹۔

۷۰) ابوزکریا یحیی بن شرف النودی، مغنی المحتاج الی معرفتہ الفاظ المنھاج، شرح الشیخ محمد الشربینی الخطیب (شرکة مکتبہ ومطبعة مصطفی البابی الحلبی بمصر، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸) ج/۲، ص/۳۵۱۔

۷۱) ڈ/اسماعیل البدری، دعائم الحکم فی الشریعة الاسلامیة والنظم الدستوریة العاصرة ص/، ج/۲، ص/۳۵۸

۷۲) ارتفاق: عام انتفاع: ابن منظور، لسان العرب، ج/۱۰، ص/۱۸۸

۷۳) ابوزکریا یحیی بن شرف النووی، مغنی المحتاج الی شرح المحتاج، ج/۵، ص/۳۵۱

۷۴)ابوعبداللہ بن محمد بن قدامہ المغنی، ج/۵،ص/۵۸۵۔۵۸۶۔
۷۵)قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، مترجم محمد نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظام محاصل ترجمہ کتاب الخراج۔مکتبہ چراغ راہ کراچی ص/۳۳۰
۷۶)ابوعبداللہ بن محمد بن قدامہ المغنی، ج/۵،ص/۵۸۵
۷۷)ابوعبداللہ بن محمد بن قدامہ المغنی، ج/۵ص/۵۸۹
۷۸)ابو اسحٰق ابراہیم بن علی بنن یوسف الفروز آبادی الشیرازی، المحذب، مطبعۃ عیسی البابی الحلبی شرکاء بمصر ازھر، ج/۱،ص/۴۲۷
۷۹)العلامۃ مولانا ظفر عثمانی التھانوی، اعلاء السنن، ج/۱۴،ص/۱۵۹
۸۰)المائدہ:۱۷
۸۱)الحدید:۷
۸۲)امام مالک، الموطاء ج/۲،ص/۷۴۴
۸۳)قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج،ص/۱۰۵
۸۴)شمس الدین السرخسی، کتاب المبسوط، طبع/۳، ج/۲۳،ص/۱۶۵
۸۵)ابو یوسف، کتاب الخراج،ص/۱۰۵
۸۶)ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ج/۲، کتاب الرھون، ص/۶۲۷
۸۷)برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل الرشیدانی المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، الھدایۃ شرح ہدایۃ المبتدی (المکتبہ الاسلامیۃ ۔ لصاحبہا الحاج ریاض الشیخ ۔ الطبعۃ الاخیرۃ) ج/۴،ص/۱۰۴
۸۸)برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل الرشیدانی المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، الھدایۃ شرح ہدایۃ المبتدی (المکتبہ الاسلامیۃ ۔ لصاحبہا الحاج ریاض الشیخ ۔ الطبعۃ الاخیرۃ) ج/۴،ص/۱۰۴
۸۹)ایضا
۹۰)علامہ سرخسی، المسبوط، ج/۲۳،ص/۱۶۶
۹۱)ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ج/۲، کتاب الرھون، ص/۸۲۸
۹۲)ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ج/۲، کتاب الرھون، ص/۸۲۸
۹۳)ابوعبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال ص:۳۸۰

۹۴)ایضا،ص۳۸۱
۹۵)مولانا حفظ الرحمن سیوھاروی، اسلام کا اقتصادی نظام(طبع مکتبہ مدینہ۔)
۹۶)علامہ سرخسی، المسبوط، ج۲۳،ص۱۶۱
۹۷)د/اسماعیل البدوی، دعائم الحکم فی الشریعۃ الاسلامیۃ والنظم الدستوریۃ المعاصرۃ، طبع ۲(دارالفکر العربی بیروت، ۱۹۸۰،ص/۳۳۱
۹۸)رفیق یونس المصری، اصول الاقتصاد الاسلامی،ص۴۳
۹۹)النساء:۵۹
۱۰۰)رستم بن باز اللبنانی، شرح مجلۃ الاحکام الحدیۃ،ص۵۹۷
۱۰۱)باب۲صفحہ۲۷
۱۰۲)ابن ماجہ سنن ابن ماجہ، ج۲، کتاب الرھون،ص۸۲۶
۱۰۳)مولانا ظفر احمد العثمانی التھانوی، اعلاء السنن، ج۱۴،ص۱۶۱
۱۰۴)علامہ شمس الدین السرخسی، المسبوط، ج۲۳،ص۶۹،
۱۰۵)شرح مجلۃ الاحکام العدلیہ رستم باز اللبنانی،ص۶۷۶۔۶۷۷
۱۰۶)سلیم رستم باز۔شرح المجلۃ،ص۶۸۱
۱۰۷)امام علاءالدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفی، کتاب بدائع الصنائع (ایجوکیشن پریس کراچی ۱۳۲۸ھ) ج۶/۱۹۲
۱۰۸)علامہ شمس الدین السرخسی، المسبوط، ج۲۳،ص۱۶۱
۱۰۹)ابو اسحق ابراہیم بن علی بن یوسف، المھذب، (مطبقۃ عیسی البابی الحلبی مصر) ج۱ص۲۳۸
۱۱۰) محمد بن اسماعیل بخاری، البخاری بشرح الکرمانی، (داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱) طبع ۲، ج ۸۔ کتاب الساقاۃ،ص/۱۷۶
۱۱۱)ایضاً
۱۱۲)امام مالک بن انس، الموطا، ج۲ کتاب الاقضیہ،ص۷۴۴۔
۱۱۳)ابوالحسن علی بن محمد الماوردی، الاحکام السلطانیہ،ص۱۸۱
۱۱۴)ابوزکریا یحیی بن شرف النووی، مغنی المحتاج، ج۲،ص۳۷۴
۱۱۵)ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد قدامہ، المغنی، ج۵،ص۵۸۳

۱۱۶)منصور بن یونس بن ادریس، کشاف القناع عن متن الاقناع، ج۴ص ۱۹۸
۱۱۷)ایضاً
۱۱۸)رفیق یونس المصری، اصول الاقتصاد الاسلامی، ص۴۳
۱۱۹)دراحمد الحجی الکردی، المدخل الفقہی، (مطبعۃ الانشاء دمشق ۱۴۰۳۔۱۴۰۴ھ) ص ۲۷
۱۲۰)النحل:۹۰
۱۲۱)الانعام:۱۵۲
۱۲۲)امام بدر الدین بن جماعۃ، تحریر الاحکام فی تدبیر اہل الاسلام، طبع ۲، (عبد اللہ بن زید ال محمود رئیس الحاکم الشرعیۃ ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷م) ص ۴۹
۱۲۳)ایضاً
۱۲۴) Irrigation, Encyclopaedia Brifannica London , William Benton, `1943-73, Helen Hemngwa Benton 1973-74, vo1/9, P/899.
۱۲۵)کرنل ڈبلیو ایم ایس سی۔ آئی۔ ای۔ آر۔ ای، آبپاشی (مترجم مولوی محمد رضا اللہ) طبع ۲، (عثمانیہ یونیورسٹی پریس، حیدرآباد دکن، ۱۹۴۹) ص ۱
۱۲۶) William T Keeton , Biological Science, (W.W Norton &Company)NewYork London,1986)14thEdition p.196.
۱۲۷)السجدہ:۲۷
۱۲۸) Michael p Todara, Economic Development in the third world (London NewYork London)4th Edition p503.
۱۲۹) Michael p Todara, Economic Development in the third world (London NewYork London)4th Edition p503.
۱۳۰) MpSaeed Nasir, Syed Kamal Haider, Economic .of Pakistan , (KitabMarkaz Bhowana Bazar Fairsalabad, 1992)P.220
۱۳۱)مولانا سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن (دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر۱) ج۱ص ۱۷
۱۳۲)شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی، الفاروق (مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی نمبر ۱، ۱۹۷۰) طبع ۲/ج ۲/ص ۳۲۷

۱۳۳) شیخ امام شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی الرومی البغدادی، معجم البلدان، (دار صادر بیروت، ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷م) ج۵/ص۸۲/
۱۳۴) محمد اسماعیل البخاری، البخاری بشرح الکرمانی، ج۸ کتاب المساقاۃ، ص۱۷۵
۱۳۵) امام مالک بن انس، الموطا، ج۲ کتاب الاقضیۃ، ص۷۴۴
۱۳۶) سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، ج۱ص۷۲
۱۳۷) شیخ امام شہاب الدین ابوعبداللہ، معجم البلدان، ج۴ص۱۷۵ (لفظ عین)
۱۳۸) شیخ امام شہاب الدین ابوعبداللہ، معجم البلدان، ج۴ص۱۷۷
۱۳۹) سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، ج۱ص۴۳
۱۴۰) سبا:۱۶
۱۴۱) امام الجلیل اسماعیل بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر القرآن العظیم (دار الفکر العربی قاہرہ۔مصر) ج۳، ص۵۳۲، سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، ج۱ص۲۰۲
۱۴۲) سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، ج۱ص۲۰۲
۱۴۳) امام الجلیل سماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج۳ص/۵۳۰
۱۴۴) ایضاًج۳، ص۵۳۲
۱۴۵) سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، ج۱ص۲۰۲
۱۴۶) ایضاً ص۵۳۲
۱۴۷) ایضاً ص۴۳/۴۴
۱۴۸) محمد بن اسماعیل البخاری، البخاری بشرح الکرمانی، ج۸ کتاب المساقات، ص۰
۱۴۹) شیخ امام شہاب الدین ابوعبداللہ، معجم البلدان، ص/۳۰۱۔۳۰۲ (لفظ بئر)
۱۵۰) شیخ امام شہاب الدین ابوعبداللہ، معجم البلدان، ص/۳۰۱۔۳۰۲ (لفظ بئر)
۱۵۱) ابن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر بیروت، ج/۱ص/۵۰۳
۱۵۲) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ج/۲، کتاب الرھون، ص/۸۶۶
۱۵۳) مسلم بن حجاج، صحیح مسلم بشرح النووی، ج/۹، ص/۲۳۰
۱۵۴) ایضاً ص/۲۳۰

۱۵۵)ابوعبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال، ص/۳۷۸
۱۵۶)مولانا شبلی نعمانی، الفاروق، طبع/۲، ج/۲، ص ۳۷۷
۱۵۷)احمد بن یحیی بن جابر الشہیر بالبلاذری، ترجمہ سید ابوالخیر مودودی، فتوح البلدان، (نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی، ۱۹۸۶ء) طبع/۳ ج/۲، ص ۵۱۵۔۵۱۷ امام شہاب الدین ابوعبداللہ۔معجم البلدان، ج/۵، ص/۳۲۴
۱۸۵)معجم البلدان، ج/۵، ص/۳۲۴
۱۵۹) شیخ امام شہاب الدین ابوعبداللہ، معجم البلدان، ج/۵، ص/۳۲۰۔۳۲۱
۱۶۰)علامہ شبلی نعمانی، الفاروق حصہ دوم، ص/۳۲۰۔۳۲۱
۱۶۱)شعراء:۱۵۵
۱۶۲)مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج/۶، ص/۵۳۹
۱۶۳)قمر:۲۸
۱۶۴)علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی، تفسیر مظہری (دارالاشاعت اردو بازار کراچی نمبر ۱، ۱۹۹۱ طبع/۱، ج ۱۱، ص/۲۰۹
۱۶۵)علامہ ان قدامۃ، المغنی، ج/۵، ص/۵۸۸۔۵۸۹
۱۶۶)ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری البغدادی الماوردی (۴۵۰ھ) الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ (مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر ۱۳۹۳ھ/۱۹۸۳م) طبع/۳، ص/۱۸۱۔۱۸۲
۱۶۷)ابن قدامہ، المغنی، ج/۵، ص/۵۸۶، وابوزکریا یحیی بن شرف النووی، مغنی المحتاج، ج/۲، ص/۳۷۵
۱۶۸)ابوزکریا یحیی بن شرف النودی، مغنی المحتاج، ج/۲، ص/۳۷۵
۱۶۹)سلیم رستم باز شرح مجلۃ الاحکام العدلیہ، ص/۶۸۳
۱۷۰)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع، ج/۶، ص/۱۹۲
۱۷۱)ابن قدامۃ، المغنی، ج/۵، ص/۵۸۳
۱۷۲)سلیم رستم باز شرح مجلۃ الاحکام العدلیۃ، ص/۲۹
۱۷۳)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع، ج/۶، ص/۱۹۲
۱۷۴)ایضا، ص ۱۸۹
۱۷۵)سلیم رستم باز شرح مجلۃ الاحکام العدلیہ، ص/۶۸۴

۱۷۶)المدخل الفقہی ،ص/۶۲

۱۷۷)علامہ امام علاء الدین الکاسانی، ج/۶،ص/۱۸۹۔ابن قدامہ، المغنی ،ج/۵،ص/۵۸۹،بوزکریا یحیی بن شرف النودی،مغنی المحتاج،ج/۲،ص/۳۷۵

۱۷۸)سلیم رستم باز شرح مجلۃ الاحکام العدلیہ،ص/۶۸۴

۱۷۹)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع،ج/۶،ص۱۸۸۔۱۸۹،الماوردی،الاحکام السطانیہ۱۸۲۔۱۸۳

۱۸۰)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع،ج/۶،ص۱۸۹،اماروردی،الاحکام السلطانیہ،ص۱۸۴

۱۸۱)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع،ج/۶،ص۱۸۸،علامہ سرخسی،المبسوط،ج/۲۳،ص۱۶۶

۱۸۲)سلیم رستم باز شرح مجلۃ الاحکام العدلیۃ،ص/۲۹

۱۸۳)ابواسحق ابراہیم،المھذب،ج/۱ص۴۲۷،ابن قدامہ،المغنی،ج/۵،ص,۵۸۲

۱۸۴)برہان الدین المرغینانی،الھدایہ،ج/۴،ص/۱۰۷

۱۸۵)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع،ج/۶،ص۱۸۹

۱۸۶)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع،ج/۶،ص۱۸۹

۱۸۷)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع،ج/۶،ص۱۸۹

۱۸۸)ایضا،ج۶ص/۱۸۹

۱۸۹)مام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع،ج/۶،ص۱۹۰،علامہ سرخسی،المبسوط،ج/۲۳،ص۱۸۵

۱۹۰)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع،ج/۶،ص۱۸۹

۱۹۱)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع،ج/۶،ص۱۹۰

۱۹۲)السرخسی،المبسوط،ج/۲۳،ص/۱۸۵

۱۹۳)السرخسی،المبسوط،ج/۲۳،ص/۱۸۶

۱۹۴)الزمر:۲۱

۱۹۵)الزاریات:۲۲

۱۹۶)علامہ ظفر عثمانی التھانوی،اعلاء السنن،ج/۱۴،ص/۱۶۴

۱۹۷)امام مالک،الموطا،ج/۲،کتاب الاقضتیہ،ص/۷۴۴

۱۹۸)ابن ماجہ،سنن ابن ماجہ،ج/۲ کتاب الرھون،ص/۸۲۹

۱۹۹)ابن ماجہ،سنن ابن ماجہ،ج/۲کتاب الرھون،ص/۸۳۰
۲۰۰)منصور ابن یونس بن ادریس البھوتی،کشاف القناع عن متن الاقناع،ج/۴،ص/۱۹۸،السرخسی،المبسوط،ج/۲۳،
ص/۱۶۴
۲۰۱)شمس الدین محمد بن ابو العباس،نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج،ج/۵،ص/۳۵۰،الماوردی،الاحکام السلطانیہ،ص/۱۸۴
۲۰۲)الماوردی،الاحکام السلطانیہ،ص۱۸۱
۲۰۳)ابن منظور،لسان العرب،مطبعۃ دار صادر بیروت،ج/۱۴،ص،۱۴۱
۲۰۴)ابن قدامہ،المغنی،ج/۴،ص/۵۴۷
۲۰۵)شیخ علی الخفیف ، الملکیۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ (محاضرات القاھا)۱۹۶۹، (البحوث والدراسات العربیہ)،
ج/۱،ص/۱۵۰
۲۰۶)ابن منظور،لسان العرب،ج/۱۱،ص۳۵۱
۲۰۷)امام علاؤالدین بن ابوبکر الکاسانی بدائع الصنائع ، ج/۶،ص۳۶۵،ابوزکریا یحیی بن الشرف،مغنی المحتاج،ج/۲،
ص/۱۹۱
۲۰۸)امام ابویوسف،کتاب الخراج،ص/۱۰۸
۲۰۹)سلیم رستم باز شرح مجلۃ الاحکام العدلیۃ،ص/۱۰۸
۲۱۰)حافظ ابو الفرج عبدالرحمٰن بن رجب الحنبلی ، القواعد فی الفقہ الاسلامی (مطبعۃ ومکتبہ الکلیات الازھریۃ،
۱۳۹۲)ص/۲۱۳
۲۱۱)امام مالک الموطاء بشرح الزرقانی (مطبعۃ لکلیات الازھریۃ قاھرۃ،۱۳۹۹ھ)ج/۳،ص/۲۰۹
۲۱۲)امام مالک الموطا،ج/۲ کتاب الاقضیۃ،ص۷۴۵
۲۱۳)سلیم رستم باز شرح مجلۃ الاحکام العدلیۃ،ص/۲۹
۲۱۴)امام ابویوسف،کتاب الخراج،ص/۱۰۸
۲۱۵)امام ابویوسف،کتاب الخراج،ص/۱۰۷
۲۱۶)ایضاً ص۱۰۷،الماوردی،الاحکام السلطانیہ،ص/۱۸۱
۲۱۷)ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی،الجامع الاحکام القرآن،ج/۱۴،ص/۲۸۵
۲۱۸)مفتی محمد شفیع صاحب،معارف القرآن،ج/۷،ص/۲۸۱

Major General Anis Ali syed , Atlas of Pakistan Director of (۲۱۹

Publication. Survey of Pakistan P.60

(---------------------D0------------------------۲۲۰

The Frontier Post Peshawar 23.3.91(۲۲۱

..................................do........................(۲۲۲

,.................................do......................(۲۲۳

The Frontier Post Peshawar 14.4.91(۲۲۴

....................................do....................12.4.91(۲۲۵

....................................do......................14.4.91(۲۲۶

....................................do......................26.3.91(۲۲۷

The News Rawalpindi 1.7.91(۲۲۸

The dawn Karachi 26.3.94(۲۲۹

The Pakistan Times Karachi 25.3.91(230

The Pakistan Time Islamabad 25.3.91(۲۳۱

The Frontier Post Peshawar 23. 6.94(۲۳۲

The News Rawalpindi 13.6.94(۲۳۳

The muslim Islamabad 4,6,94(۲۳۴

The , News Rawalpindi 5.6.94(۲۳۵

The Frontier Post Peshawar 11.5.94(۲۳۶

The Dawn Karachi 8.6. 94(۲۳۷

The Frontier Post Peshawar3.6.94(۲۳۸

The News Rawalpindi9.5.94(۲۳۹

The dawn Karachi 27.6.94(۲۴۰

(۲۴۱) سلیم رستم باز شرح المجلۃ ص ۳۱ (مادۃ ۲۶) ......☆☆☆☆☆......